الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انعام اللہ فی عقائد حاجی امداد اللہ

مصنف

فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

با اہتمام

حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر

عطاری پبلشرز مدینۃ المرشد (کراچی)

فون موبائل : 0300-8271889

نام کتاب: انعام اللہ فی عقائد حاجی امداد اللہ

مصنف : فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین
حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

با اہتمام : حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر : عطاری پبلشرز (مدینہ المرشد) کراچی

فون نمبر: 2446818

فون نمبر موبائل: 8271889 - 0300

اشاعت : رجب المرجب 1423ھ ، اکتوبر 2002ء

صفحات : 56

قیمت : 28 روپے

کمپوزنگ و پرنٹنگ : الریحان گرافکس

فون: 2316838 فون موبائل: (0320-5028160)

پروف ریڈنگ: ابوالرضا محمد طارق قادری عطاری

فون موبائل : (0320-5033220)

فہرستِ مضمون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرقہ واریت ختم ہو سکتی ہے

اما بعد! فقیر اویسی غفرلہ ان مخلص کلمہ گو حضرات سے اپیل کرتا ہے کہ فقیر کے رسالہ ھذا کو غور سے پڑھنے کے بعد دو گروہوں کو ان مسائل و عقائد پر متفق ہو کر عام پر چار کرنا ہو گا جن پر دونوں گروہوں کے سربراہ متفق ہیں فضلائے دیوبند کے مرکزی پیرو مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور موصوف کو اہلسنّت بھی اپنا مقتدر بزرگ تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اہلسنّت کی بہت سی مقتدر شخصیات کے بھی پیر و مرشد ہیں اگر ان دو گروہوں میں جو بھی حاجی صاحب کے عقائد و معمولات کے خلاف ہوا سے سمجھ لیں وہی فساد کی جڑ ہے۔

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

الحمد لک یارب العلمین علیٰ کل حال والصلوٰۃ والسلام علیک واعلیٰ الک واصحابک یا رحمۃ اللعلمین فی کل لمحۃ وحین

امابعد! دیوبندی مسلک کے لوگ دوغلی پالیسی چھوڑ دیں انہیں وہابیوں کے عقائد ومسائل پسند ہیں تو کھل کر کہہ دیں کہ ہم وہابی ہیں یا پھر اعلان کریں کہ حاجی امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پیرومرشد نہیں بلکہ وہ بریلوی ہیں اور مُشرک۔ دوٹوک فیصلہ ہونا چاہئے۔[1]

علمائے دیوبند اور حاجی امداد اللہ

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں حاجی صاحب دیوبند کی تمام مشیزی بلکہ اس مشیزی کے بڑے بڑے انجینئر کے مرشد ہیں بلکہ یوں سمجھ لیجئے دارالعلوم دیوبند کے بانیوں سے لیکر تاحال متعلقینؒ کے پیراور پیران پیر ہیں چند اسماء ملاحظہ ہوں۔

(۱) مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم کہا جاتا ہے انوارالباری شرح بخاری

(۲) مولوی رشید احمد گنگوہی (دیوبندیوں کا قطب عالم)

(۳) مولوی اشرفعلی تھانوی (دیوبندیوں کا مجدّد وحکیم)

(۴) مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مرید وخلیفہ گنگوہی مرید وخلیفہ حاجی صاحب

(۵) مولوی محمود الحسن (جسے دیوبندی (شیخ الہند) کہتے ہیں۔

(۶) مولوی زکریا کاندھلوی بالواسطہ مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت (بالواسطہ)

---

[1] اگرچہ کتابوں میں ببانگ دہل کہتے ہیں کہ ہم وہابی ہیں تفصیل دیکھئے رسالہ ''دیوبندی وہابی'' اویسی غفرلہ

بریلوی علماؤ مشائخ اور حاجی امداد اللہ

چونکہ بریلوی حضرات کے بعض علماؤ مشائخ کا سلسلہ بیعت وخلافت حاجی صاحب سے ہے اس لئے ہم عوام اہلسنت حاجی صاحب کو انکی وجہ (کے علاوہ عقائد صیحہ کی وجہ) سے اپنا مقتدر بزرگ مانتے ہیں۔

اھلسنت کے مشائخ علماء

ذیل میں وہ اسماء گرامی ہیں جنہیں حاجی صاحب سے بیعت یا خلافت حاصل ہے۔

(۱) حضرت علامہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

(۲) حضرت علامہ محمد انوار اللہ حیدر آبادی اتالیق نواب دکن

(۳) حضرت مولانا محمد حسین الہ آبادی

(۴) حضرت مولانا محمد عبدالسمیع مصنف انوار ساطعہ

(۵) حضرت مولانا سراج الدین گورداسپوری

(۶) حضرت مولانا یار محمد بندیالوی

ان کے علاوہ اور بھی بکثرت علمائے اہلسنت آپ کے خلفائے مریدین میں سے ہیں۔ تفصیل دیکھیے فقیر کی تصنیف ''تذکرہ علماؤ مشائخ اہلسنت''۔

فیصلہ حق

عوام دیوبندی بریلوی اختلاف ختم کرنا چاہیں تو فیصلہ آسان ہے وہ اس طرح کہ عوام کو ہمارے سے زیادہ یقین کہ ''مُرشد برحق'' کا فیصلہ حق ہے عوام تو یہاں تک کہہ اٹھتے ہیں کہ سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغان گوید شراب سے مُصلیٰ رنگین کردے اگر تجھے تیرا پیر ومرشد حکم دے) یعنی پیر ومرشد اگر چہ بظاہر شرع کے خلاف حکم فرمائے تو بھی حکم بجالا۔ اگر چہ وہ خلاف شرع حکم نہیں فرمائیگا لیکن مرید مرشد کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرے۔ اگر کوئی پیر ومرشد کے خلاف چلتا ہے تو کہا جاتا ہے۔ یہ مرید (شیطان) مرید نہیں۔ اسی لئے فقیر عوام سے اپیل کرتا ہے کہ روزمرہ کے

دیوبندی بریلوی جھگڑوں سے تنگ ہونے کی ضرورت نہیں۔ فقیر دیوبندیوں کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اوران کے خلیفہ اور دیوبندیوں کے حکیم تھانوی کی عبارات پیش کرتا ہے اگرچہ حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رضا بریلوی کے پیرومرشد نہیں اور نہ ہی ان کے استاد ہیں لیکن ہم سب سنی بریلوی اقرار بلکہ کچہری میں لکھ دتے ہیں کہ ہمیں حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ منظور ہے۔۔یہی فیصلہ موجوددیوبندیوں سے منظور کرائیں اگر وہ مان جائیں تو انشاء اللہ دیوبندی بریلوی جھگڑا ختم ہوجائیگا اگر وہ نہ مانیں تو سمجھ لیں کہ یہی ہیں فساد کی جڑ اور ملاّنی سبیل اللہ فساد۔

نوٹ

حاجی امداد اللہ نہ ہمارے پیر ومرشد ہیں نہ استاد ہاں اہلسنت کے بعض مشائخ کے پیر ومرشد ہیں جنکی فہرست فقیر پہلے لکھ چکا ہے انہی کی وجہ سے حاجی صاحب ہمارے لئے معزز ومکرم ہیں۔

مختصر تعارف

ہندوپاک کے مرشد کامل اور سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداللہ مہاجر مکّی علیہ رحمت ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے برضغیر ہند پاک میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ جس کی مثال مشکل ہے۔ اورآج برصغیر میں جو کچھ مسلمانوں میں اسلام باقی ہے وہ ان ہی کا مرہونِ منت ہے۔آپ نے ایک طرف تو دین ومذہب اور شریعت کی شمع روشن فرمائی اور دوسری طرف جہاد بالسیف کے لئے عملاً میدان میں شریک ہوئے اور ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں انگریزوں کے خلاف شاملی ضلع مظفرنگر کے محاذ پر جہاد کر کے اسلام کا علم بلند فرمایا۔

آپ کی ولادت ۲۲ صفر ۱۲۳۳ھ بروز دوشنبہ بمقام قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور یوپی میں ہوئی۔ لیکن آپ کا آبائی وطن تھانہ بھون ضلع مظفرنگر ہے۔

نام

آپ کے والد نے امداد حسین اور تاریخی ظفر احمد رکھا اور شاہ محمد اسحاق دہلوی نواسہ

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو امداد اللہ کا لقب عطا فرمایا۔ آپ تعلیم کے لئے سولہ سال کی عمر میں مولانا مملوک علی صاحب کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل فرمائی اگر چہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہری علم بہت زیادہ نہ تھا لیکن آپ کو باطنی علوم یعنی علم لدنی سے نوازا گیا تھا۔ بڑے بڑے اور عظیم الشان مسائل حل فرمادیا کرتے تھے آپ کا روحانی مقام اس سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ ہندوستان کے تقریباً اکثر بڑے بڑے علماء اور صلحاء آپ کے مرید اور خلفاء ہوئے۔ [1]

جنگِ آزادی کے بعد جب ہندوستان میں مسلمان شرفاء کا رہنا مشکل ہو گیا تو حاجی صاحب نے مکہ معظمہ کی ہجرت منظور فرمائی۔ اور ۱۲۷۶ھ میں مکہ ہجرت فرما گئے۔ اور وہیں چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی جمادی الآخرہ ۱۳۱۷ھ بروز بدھ اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے مزار جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کچھ فاصلے پر مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے پہلو میں ہے۔

(کلیاتِ امدادیہ ص ۲)

حاجی صاحب اکابرین دیوبند کی نظر میں

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی جن کی تعلیمات گذشتہ صفحات میں نقل کی گئی ہیں اکابرین دیوبند کے ممدوح اور پیر و مرشد ہیں اور دیوبند کے بڑے بڑے مولویوں نے ان کی تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی ان الفاظ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں "بندے از تذکرہ شیخ العلماء سید العرفاء حجت اللہ فی زمانہ وآیۃ اللہ فی اوانہ اعلیحضرت مرشدنا وہادینا الحاج الحافظ شاہ محمد امداد اللہ قدس سرہٗ وافاض علینا برہٗ (امداد المشتاق ص ۲)

---

[1] امداد حسین نام دیوبندیوں کے نزدیک شرک ہے اسی لئے دہلوی صاحب نام بدل دیا اب بھی اس قسم کے نام بدل ڈالتے ہیں ان میں کچھ بریلوی مسلک رکھتے ہیں بعض وہابی دیوبندی۔

اورمولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں: بنـــام نـــامی اسم سامی وافتخار المشـائخ الا علام مرکز انخواص والعلوم ومبنع ابر کا ت القدسیته مـظهر الفیوضات المرضیته معد ن العارف الالھٰیه فخرن الحقا ئق مـجمع الدقائق سراج اقرﷲ قدوة اهل زمانه سلطان العارفیں .ملک اتـاریـخیـن ،غوث الکاملین غیاث الطالبین لذی کلت السنته الاقلام عـن مـدائـحه البالغته وغجرت عن تو صیف شمائله الکرام الساطعته یغیظ الاوتو ن والا خرون من شعاره دیحبده الفاجرون و لغافلون من وثـاره مرشدی معتمدی ووسیلة یومی وعذی سولائی ومعتقی سیدی ،سندی الشیخ الحاج المشهتر بامداداللہ الفاروقی التهانوی سلّمه اللہ تعالیٰ بالارشاد دالهدایة دازال بذاة الفهرة الضلاء ۔

اورعاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں: میں نے اپنے روحانی چچا حافظ ضامن ارشاد پر اپنے روحانی باپ ہادی ومرشد شیخ اعلیٰ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی شاہ صاحب کے دامنِ فیضان سے استعانت لے کر ترجمہ کیا۔ (ارشادالملوک ص ۷)

اورحسین احمد مدنی لکھتے ہیں: وبجاہ شیخ المشائخ مولانا الحاج الحافظ الشیخ امداداللہ المہاجر قدس اللہ سرہٗ العزیز (سلاسل طیبہ ص ۸۶)

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت اور مجدد اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے پیر سے بایں الفاظ پکار کر مدد چاہی ہے۔

یا مرشدی یا کوئلی یا مغزلی
یا ملجائی فی صبدی ومعادی
ارحم علی یا غیاث فلیس لی
کهفی سرَیٰ حبکم من زاری
یا سیدی للہ شیئاً انهٗ
انتم لی المجدی وانی جاوی

(تذکرۃ الرشید جلد ا ص ۱۱۴)

اے میرے مرشد اے میرے مولا! میری وحشت کے انیس! اور اے میری دنیا وآخرت کے جائے پناہ۔ اے میرے فریاد رس مجھ پر ترس کھاؤ۔ کیونکہ میں حب کے سوا کوئی زادِ راہ نہیں رکھتا۔ اے میرے سردار اللہ کے لئے کچھ عطا کیجئے آپ میرے معطی ہیں اور میں سائل۔

تبصرہ اویسی

اپنے پیر ومرشد کو حرفِ ندا سے پکارا بھی گیا۔ اور ان سے مدد بھی چاہی گئی۔ اور شیئاً اللہ بھی کہا گیا۔ مگر افسوس کہ حضور ﷺ کو بحرف ندا پکارنا اچھا نہیں لگتا اپنے پیر ومرشد کی نہیں مانتا وہ کیا ہوا۔ بلکہ کچھ غور وفکر ہو تو یہی مسائل اس کے نزدیک شرک ہیں۔ اس سے سوچئے کہ وہ ان مسائل سے اپنے پیر ومرشد کو مشرک سمجھتے ہیں تو صاف بتائیں۔ ورنہ پیر ومرشد کو اپنے جیسا موحد ثابت کریں۔

مزید براں

فضلائے دیوبند حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو صاحب کرامت مانتے ہیں۔ ایک کرامت حاضر ہے۔

کرامت

تذکرۃ الرشید اور دیگر کتابوں میں موجود ہے جب حاجی صاحب راؤ عبداللہ رئیس پنجلاسہ ضلع انبالہ کے یہاں مقیم تھے اور ۱۸۵۷ء ۱۲۷۴ھ کے ہنگاموں میں آزادی کے عاشقوں اور مجاہدوں کی تفتیش اور پکڑ دھکڑ ہو رہی تھی۔ تو کسی نے ضلع کے کلکٹر کو اطلاع دی کہ حاجی صاحب جو شاملی ضلع مظفر نگر کے جہاد میں تھے۔ اپنے مرید یا عقیدت مند راؤ عبداللہ کے یہاں اصطبل میں مقیم ہیں۔ ضلع کا کلکٹر خود سوار ہو کر اصطبل پر آموجود ہوا۔ اور کہنے لگا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس بہت اچھے اچھے گھوڑے ہیں۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ اصطبل کا درواز کھول دیا گیا۔ معتقدین سخت گھبرائے ہوئے تھے۔ انگریز کلکٹر جب اندر داخل ہوا۔ بستر لگا ہوا تھا مصلیٰ بچھا ہوا تھا اور وضو کا لوٹا بھی موجود تھا۔ اس کے پانی سے زمین تر تھی یہ سب کچھ تھا مگر حاجی

صاحب غائب تھے۔ جب وہ چلا گیا تو حاجی صاحب کو مصلّے پر دیکھا گیا۔ دراصل سلوک اور تصوف کی منزلوں میں ایک مقام فنا سالک پر ایسا بھی آتا ہے جس میں وہ کثافت سے علیحدہ ہو کر لوگو کو دکھائی نہیں دیتا غرضیکہ حاجی صاحب کی کرامتوں فضیلتوں اور بزرگی کو تمام اہل ہند اور اہل عرب نے تسلیم کیا ہے اور آپ عرب وعجم کے مسلّمہ شیخ مانے گئے ہیں۔ (حیاتِ امداد ص ۵۱) (امداد المشتاق ص ۳)

فائدہ

آپ سے نہ صرف یہی ایک بلکہ کئی کرامات کا صدور ہوا۔ مستقل کرامات پر علمائے دیوبند نے حاجی صاحب کے خصوصیت سے کتابیں لکھی۔ کرامات امدادیہ بہت مشہور ہے۔

ہمارا سوال ہے کہ حاجی صاحب کی کرامات مسلم ہیں تو ان کے عقائد و معمولات بھی ماننے پڑینگے اسی لئے کہ کرامت کا صدور ولی اللہ سے ہوتا ہے اور ولی اللہ میں گمراہی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا بلکہ وہ تو سراپا ہدایت ہی ہدایت بلکہ موصل الی اللہ ہوتے ہیں تو جب یہ بات مسلم ہے تو حاجی صاحب کے عقائد و معمولات حق اور مبنی بر صواب۔

فقیر اختصار کے پیش نظر چند عقائد و معمولات اہلسنّت عرض کرتا ہے جو کہ یہی عقائد حاجی امداد اللہ کے تھے اور انہی معمولات پر زندگی بسر فرمائی جو اہلسنت میں مروج ہیں جنہیں دیوبندی فرقہ شرک وبدعت کے فتاویٰ جاری کرتے ہیں۔ دیوبند عوام سے اپیل ہے کہ وہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد و معمولات پڑھکر فیصلہ کریں کہ حاجی صاحب پیرومرشد کے عقائد و معمولات مبنی برحق وصواب ہیں تو یہ لوگ ان عقائد و معمولات کو شرک وبدعت کیوں کہتے ہیں اس سے یقین کریں کہ یہ لوگ وہابی ہیں۔

فیصلہ ہفت مسئلہ کا ایک باب

مولود شریف یعنی میلاد شریف

تصنیف حضرت مولانا شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی پیر و مرشد علماء دیو بند

حضرت مولانا الشاہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اکابر دیو بند مثل مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیو بند، مولوی خلیل احمد انبٹھوی، مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ کے پیر و مرشد ہیں میلاد شریف کے متعلق حاجی صاحب موصوف کا مضمون آپ کی تصنیف ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' سے نقل کیا جارہا ہے چونکہ آج کل دیوبندی حضرات میلاد شریف کی انتہائی سوقیانہ انداز میں مخالفت کرتے ہیں۔ اس لئے اصاغر و اکابر دیو بند کو ان کے پیر و مرشد جنہیں وہ مبلغ الفیوض والبرکات امام العارفین فی زمانہ، مقدمۃ المحققین فی اونہ (سرورق فیصلہ ہفت مسئلہ مطبوعہ دیو بند) کے القاب سے یاد کرتے ہیں کہ حتمی فیصلہ پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اس امید پر جو حاجی صاحب موصوف کے الفاظ میں مذکور ہیں۔

حق تعالیٰ سے اُمید ہے کہ یہ تحریر باعثِ رفع فساد باہمی ہو جائے اور حضرات بھی اگر اس کو قبول فر[مائیں او]ر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فرمائیں اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نہ کریں کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہیں۔ واللہ ولی التوفیق

(فیصلہ ہفت مسئلہ مطبوعہ دیو بند ص۲)

مضمون کا آغاز بالفاظ حاجی صاحب موصوف مرحوم اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ حضرت فخر آدم سرورِ عالم ﷺ کی ولادت شریف کا ذکر بذاتِ خود دنیا و آخرت کی خیر و برکت کا باعث ہے۔ گفتگو تو اس بات پر ہے کہ لوگ اس کی تاریخ مقرر کریں یا اس کا ایک طریقہ مخصوص کریں یا مختلف قسم کے قیود لگائیں جن میں سب سے نمایاں قیام ہے۔ یعنی سلام پڑھنے کے وقت کھڑا ہونا بعض علماء ان باتوں کو منع کرتے ہیں۔ اس حدیث کی رُو سے کہ ''کل بدعۃ ضلالۃ'' (ہر بدعت گمراہی ہے) اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذکر میں

بہر حال فضیلت ہے۔ انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کرلیا جائے۔ جیسے حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ ''من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد ''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات پیدا کی جو جزو دین نہیں ہے تو وہ بات نا قابل قبول ہے پس اگر کوئی شخص میلاد میں اس قسم کی مخصوص کی ہوئی باتیں (تاریخ قیام وغیرہ) محض اختیار سمجھتا ہے اور بذاتِ خود عبادت نہیں سمجھتا بلکہ صرف مصلحت سے ان پر عمل کرتا ہے۔ البتہ اپنے اس مقصد کو جس کے لئے یہ سب کچھ کرتا ہے (یعنی سرورِ کائنات ﷺ کے ذکر کے احترام کو) ضرور عبادت جانتا ہے تو یہ بدعت نہیں ہے۔ مثال کے طور پر وہ قیام کو بذاتِ خود عبادت نہیں سمجھتا۔ عبادت تو رسول اللہ ﷺ کے ذکر کی تعظیم کو جانتا ہے۔ لیکن کسی مصلحت سے اس تعظیم کی خاص شکل مقرر کرلیتا ہے تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے یا مثلاً رسولِ کریم ﷺ کے ذکر کی تعظیم کسی وقت بھی ایک اچھا فعل سمجھتا ہے۔ لیکن کسی مصلحت سے خاص طور پر ذکر ولادت کا وقت، مقرر کرلیتا ہے۔ یا ذکرِ ولادت کسی وقت بھی ایک اچھا فعل سمجھتا ہے لیکن اس مصلحت سے کہ پابند رہنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور کسی مصلحت سے وہ بارہ ربیع الاوّل مقرر کرلیتا ہے تو ان باتوں میں بھی کوئی برائی نہیں ہے۔ مصلحتوں کی تفصیل بہت لمبی ہے اور ہر موقع کے لئے جدا مصلحت ہوتی ہے۔ اگر کوئی ان مصلحتوں سے آگاہ نہ ہو تو اس کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ پہلے زمانہ کی سوجھ بوجھ رکھنے والوں کی پیروی کر رہا ہے۔ مخصوص روحانی اشغال اور مراقبات، مدرسوں اور خانقاہوں کا قیام بھی اسی قسم کی مصلحتوں کا نتیجہ ہیں ہاں اگر ان مخصوص باتوں کو نماز، روزہ وغیرہ کی طرح بذات خود عبادت سمجھتا ہے تو بیشک یہ بدعت ہو جاتی ہے۔ مثلاً اس کا عقیدہ یہ ہے کہ خاص تاریخ پر مولود نہ پڑھا گیا یا اس میں قیام نہ ہوا یا خوشبو اور شیرینی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو اس قسم کا عقیدہ بے شک غلط ہے۔ کیونکہ یہ شریعت کی حد سے آگے بڑھ جانا ہے۔ اسی طرح مباح [1] فعل کو حرام اور گمراہی سمجھنا بھی غلط ہے۔ دونوں صورتیں یعنی مباح چیزوں کو واجب سمجھنا

([1] مباح اس فعل کو کہتے ہیں جو شریعت میں نہ مستحب (پسندیدہ) ہے اور نہ مکروہ (ناپسندیدہ)

اوران کوحرام سمجھنا،شریعت کی حد سے تجاوز کرنا ہے۔اگران مخصوص باتوں کواس اعتبار سے ضروری نہیں سمجھتا کہ وہ شرعی طور پر واجب ہیں بلکہ صرف اس اعتبار سے کہ ان میں بعض برکتیں شامل ہیں۔جس طرح بعض اعمال کے ساتھ ایسی شرائط ہوتی ہیں کہ اگران کی رعائیت نہ کی جائے تو ان کا خاص اثر پیدانہیں ہوتا تو اس کو بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔مثلاً بعض عمل کھڑے ہوکر پڑھے جاتے ہیں۔اگر بیٹھ کر پڑھیں تو ان میں جوخاص اثر ہے وہ پیدانہیں ہوتا تو پڑھنے والااس قیام کواسی اعتبار سے ضروری سمجھتا ہے(یعنی خاص اثر پیدا کرنے کے لئے اوراس کی دلیل عمل کے ایجاد کرنے والے کا کشف یاالہام ہوتی ہے۔اسی طرح اگرکوئی شخص مولودشریف کی خاص شکل کو اپنے تجربے یاکسی صاحب بصیرت کی سند سے بعض خاص اثر قیام کے بغیر حاصل نہ ہوگا تو یہ بات بدعت نہیں ہوسکتی۔اعتقادایک اندرونی چیز ہے۔بغیر دریافت کئے ہوئے اس کی کیفیت معلوم نہیں ہوسکتی۔یہ بات اچھی نہیں ہے کہ چندظاہری علامتوں کودیکھ کرکسی پر بدگمانی کی جائے۔اس کی مثال یہ ہے کہ بعض لوگ قیام نہ کرنے والوں پر ملامت کرتے ہیں۔ایسی ملامت بے جاہے کیونکہ شرعی اعتبار سے قیام واجب نہیں ہےاورفقہانے فرمایاہے کہ اصرارکرنے سے ایک پسندیدہ فعل (مستحب) بھی معصیت ہوجاتاہےاصرارصرف واجبات پرمناسب ہےاختیاری فعل پرمنع ہے۔ لیکن اگرکوئی ملامت کرے۔اس کے متعلق یہ قیاس کرلینا کہ وہ قیام کوشرعی طور پر واجب سمجھتاہے یہ بات درست نہیں ہے ملامت کی بہت سے وجہیں ہوسکتی ہیں۔کبھی واجب ہونے کا اعتقاد۔کبھی عادت یارسم کی مخالفت۔چاہے عادت کسی دینوی یا دینی بنیاد پرہو۔کبھی اس وجہ سے ملامت ہوتی ہے کہ ملامت کرنے والے کی رائے میں خواہ یہ رائے صحیح ہو یاغلط۔وہ فعل کسی بدعقیدہ قوم کی علامت بن گیاہے چنانچہ جب وہ کسی کوکرتے ہوئے دیکھتاہےتو یہ نتیجہ نکالتاہے کہ یہ بھی ان ہی میں سے ہے مثال کے طور پرکوئی بزرگ مجلس میں تشریف لائیں اورسب لوگ تعظیم کے لئے کھڑے ہوجائیں۔لیکن ایک شخص بیٹھارہےتواس پر ملامت اس وجہ سے کوئی نہیں کرتا کہ اس نے شریعت کے کسی واجبات کرترک کیا۔بلکہ اس وجہ سے کہ اس نے مجلس کی وضع کی مخالفت کی۔ایک اورمثال یہ ہے کہ برصغیر میں عام طور پررسم ہے کہ

تراویح میں قرآن مجید کے ختم کے موقع پر شیرینی تقسیم کرتے ہیں۔اگر کوئی شیرینی تقسیم نہ کرے تو ملامت کریں گے لیکن یہ ملامت صرف اسی وجہ سے ہوگی کہ اس نے ایک نیک رسم کو ترک کیا۔یا پھر مثلاً کسی زمانے میں ''بحق'' کہنا معتزلہ[1] فرقے کے ساتھ مخصوص تھا۔اگر کوئی ناواقف آدمی کسی کو''بحق'' کہتا ہوا سنتا تو یہ سمجھتے ہوئے ملامت کرتا کہ یہ شخص بھی اسی فرقہ کا ہے اس فعل سے اس کے باقی عقائد پر قیاس کر کے وہ اس کی مخالفت کرتا۔بہرحال اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی شخص کے محض ملامت کرنے کو ہم اس بات کی دلیل نہیں ٹھہرا سکتے کہ وہ اس فعل کو واجب سمجھتا ہے اور اگر فرض کریں عوام میں سے کسی کا یہ عقیدہ ہو بھی کہ قیام واجب یا فرض ہے تو صرف اسی کے حق میں بدعت ہو جائے گا۔ان کے حق میں جس کا یہ عقیدہ نہیں ہے وہ جائز (مباح) اور پسندیدہ رہے گا۔اس کی مثال یہ ہے کہ بعض لوگ جن کی طبیعت میں شدت ہے رجعت[2] قہقری کو ضروری سمجھتے ہیں تو اگر کوئی رجعت قہقری کرے گا۔اس خیال سے کہ یہ ضروری نہیں۔ہاں پسندیدہ ہے تو کیا اس کے حق میں بھی یہ بدعت ہو جائے گی۔ بعض اہل علم جاہلوں کی چند زیادتیوں کو دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا یا گانا وغیرہ جو اکثر عوام کی مجلسوں میں ہوتا ہے۔سب مجلسوں پر ایک عام حکم لگا دیتے ہیں۔یہ انصاف کے خلاف ہے۔بعض واعظین موضوع روایات بیان کرتے ہیں اور کبھی کبھی ان کے وعظ میں مردوں اور عورتوں کی ایک ساتھ موجودگی کی وجہ سے کوئی فتنہ اٹھ کھڑا

---

[1] معتزلہ اپنے آپ کی اہل العدل والتوحید کہتے تھے۔ان کا کہنا ہے کہ انسان اپنی تقدیروں کا خود خالق ہے۔ وہ اشیاء کی خوابی یا خرابی کا معیار عقل قرار دیتے ہیں۔ مرحوم ڈاکٹر احمد این کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کے زوال وانحطاط کا ایک سبب معتزلہ جماعت کی شکست بھی ہے۔

[2] الٹے پاؤں پھرنا یہاں پر اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ حج میں طواف وداع سے فارغ ہونے کے بعد اُلٹے پاؤں حرم سے باہر آنے پر مصر ہوتے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو گنہ گار ہوں گے تو ان کے اس خیال کی وجہ سے ان لوگوں کا یہ فعل بدعت کیوں ٹھہرے گا جن کا یہ عقیدہ نہیں ہے اور صرف ایک مستحسن فعل سمجھ کر الٹے پاؤں لوٹتے ہیں۔

ہوتا ہے تو کیا تمام وعظ کی مجلسیں ممنوع ہو جائیں گی۔

بہر کیکے تو گلیمے را اموز آ

رہا یہ عقیدہ کہ مجلس مولود میں حضور پُر نور ﷺ رونق افروز ہوتے ہیں تو اس عقیدہ کو کفر وشرک کہنا حد سے بڑھنا ہے۔ یہ بات عقلاً ونقلاً ممکن ہے۔ بلکہ بعض مقامات پر واقع ہو بھی جاتی ہے۔ اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ حضرت ﷺ کو کیسے علم ہوا۔ آپ کئی جگہ کیسے تشریف فرما ہوئے تو یہ شُبہ بہت کمزور شُبہ ہے۔ حضور ﷺ کے علم وروحانیت کی وسعت کے آگے جو صحیح روایات سے اور اہل کشف کے مشاہدے سے ثابت ہے۔ یہ ادنیٰ سی بات ہے۔ اس کے علاوہ اللہ کی قدرت میں تو کوئی کلام نہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جائیں۔ بہر حال ہر طرح سے یہ بات ممکن ہے اس سے حضور ﷺ کی نسبت علم غیب کا عقیدہ جو ذاتِ حق کے ساتھ مخصوص ہے۔ لازم نہیں آتا۔ علم غیب اس کو کہتے ہیں جو علم رکھتے والے کی ذات سے وابستہ ہو۔ یعنی وہ اپنی ذات سے غیب کی باتوں کو جانتا ہو۔ اس کو کسی کو بتا نے کی ضرورت نہ ہو۔ اس قسم کا علم غیب صرف اللہ کی ذات کو ہے وہ علم جو اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے حاصل ہوتا ہے وہ ذاتی نہیں۔ بلکہ کسی خبر دینے والے کے ذریعہ ہوتا ہے۔ ایسا علم مخلوق کے حق میں نہ صرف ممکن ہے۔ بلکہ اس کے حاصل ہونے کے واقعات مشہور و معروف ہیں۔ القا، الہام، وحی اسی قبیل سے ہیں۔ کسی ممکن بات کا اعتقاد کسی طرح کفر وشرک ہوسکتا ہے البتہ جو بات ہوسکتی ہے اس کا ہو جانا ضروری نہیں۔ اس کے واقع ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔ اگر کسی کو دلیل مل جائے۔ مثلاً خود کشف ہو جائے یا کوئی صاحب کشف خبر دے تو اس پر یقین رکھنا جائز ہے۔ ورنہ بغیر دلیل کے ایک غلط خیال ہے ایسے غلط خیال کو چھوڑ دینا لازمی ہے۔ مگر شرک وکفر کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ اس مسئلہ کی مختصر تحقیق یہی ہے جو یہاں بیان کی گئی۔ فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال

۱؎ ایک پسو کی وجہ سے اپنا کمبل مت جلا۔

منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔ عملدرآمد اس سلسلہ میں یہ رکھنا چاہئے کہ چونکہ یہ اختلافی مسئلہ ہے اور ہر فریق کے پاس شرعی دلائل بھی ہیں جیسے اکثر اختلافی مسائل ہوا کرتے ہیں چاہے قوت یا ضعف کا فرق ہو۔ اس لئے خواص کو چاہئے کہ جو ان کی تحقیق ہو اس پر عمل رکھیں۔ لیکن دوسرے فریق کے ساتھ بغض اور کینہ نہ رکھیں۔ نہ تحقیر و نفرت سے ان کو دیکھیں۔ نہ ان کو فاسق گمراہ کہیں۔ بلکہ اس اختلاف کو حنفی شافعی کے اختلاف کے مانند سمجھیں نیز دونوں فریق آپس میں ملاقات خط و کتابت وسلام موافقت ومحبت کی رسوم جاری رکھیں۔ ایک دوسرے کی تردید اور آپس میں مباحثہ سے پرہیز رکھیں۔ خاص طور پر بازاری لوگوں کی بیہودگیوں سے بچیں جو اہل علم کے منصب کے خلاف ہے بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتویٰ لکھیں نہ مہر ودستخط کریں۔ کیونکہ یہ فضول ہے۔ نیز ایک دوسرے کی رعایت رکھیں۔

مثلاً اگر قیام کو منع کرنے والوں کی محفل میں شریک ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ اس محفل میں قیام نہ ہو بشرطیکہ فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور اگر قیام ہو تو قیام کو منع کرنے والے قیام کرنے والوں کی محفل میں شریک ہو جائیں۔ عوام نے جو غلو اور زیادتیاں کرلی ہیں ان کو نرمی سے منع کریں اور ان لوگوں کا منع کرنا زیادہ مفید ہوگا جو خود مولود شریف کے قیام میں شریک ہوتے ہیں جو اصل مولود ہی کو منع کرتے ہیں ان کا خاموش رہنا مناسب ہے۔ ان باتوں پر گفتگو ہی نہ کریں۔ جہاں ان باتوں کی عادت ہو۔ وہاں مخالفت نہ کریں اور جہاں عادت نہ ہو ایجاد نہ کریں غرض فتنہ سے بچیں۔ قصہ حطیم [1] اس کے لئے کافی دلیل ہے۔ جائز سمجھنے والے منع کرنے والوں کی

---

[1] حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر لوگ کفر کے قریب نہ ہوتے (جو نئے مسلمان ہوئے تھے) تو کعبہ کی عمارت منہدم کر کے نئی عمارت بنواتا اور اس میں حطیم کو بھی شامل کر لیتا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نئے سرے سے بنوایا تھا جس میں حطیم کو بھی شامل کرلیا تھا مگر آپ کے شہید ہونے کی بعد حجاج بن یوسف نے اسے منہدم کر کے کعبۃ اللہ کو سابقہ طرز پر بنوایا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد اس دلیل سے یہ ثابت کرنا ہے کہ بعض موقعہ پر فتنے سے بچنے کے لئے فعل مستحسن بھی ترک کرنا مناسب ہے۔ (اللؤلؤ والمرجان، کتاب الحج باب نقض الکعبہ)

ممانعت کی تاویل کرلیا کریں کہ یا تو ان کی یہی تحقیق ہے یا انقاما منع کرتے ہیں۔اسی طرح منع کرنیوالے جائز سمجھنے والوں کے مسلک کی تاویل کرلیا کریں۔کہ یا تو ان کی یہی تحقیق ہے یا غلبہ محبت سے یہ عمل کرتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن کی وجہ سے دوسروں کو بھی اجازت دیتے ہیں۔خواص کا عمدر آمد یہی مناسب ہے اور عوام کو چاہئے کہ جس عالم کو دیندار اور محقق سمجھیں۔اس کی تحقیق پر عمل کریں اور دوسرے فریق کے لوگوں پر اعتراض نہ کریں خاص طور سے دوسرے فریق کے علماء کی شان میں گستاخی نہ کریں۔جو چھوٹا منہ بڑی بات ہے اور یادرکھیں کہ غیبت اور حسد سے اچھے اعمال ضائع ہوجاتے ہیں۔ان بُری باتوں سے پرہیز کریں اور تعصب اور عداوت سے دُور ہیں۔ایسے مضامین کی کتابیں اور رسالے نہ پڑھیں کیونکہ یہ علماء کا کام ہے۔ان چیزوں سے عوام کو علماء پر بدگمانی اور مسائل میں پریشانی پیدا ہوتی ہے اس مسئلہ میں جو تحقیق اور عملدرآمد یہاں تحریر کیا گیا کچھ اس مسئلہ ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ نہایت مفید اور کارآمد مضمون ہے۔اکثر اختلافی مسائل خصوصاً جن کا یہاں (فیصلہ ہفت مسئلہ میں) ذکر ہے اور جو اس کے امثال ہیں۔مثل مصافحہ یا معانقہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نمازِ فجر و عصر یا نماز ہائے پنجگانہ و تکرار تحلیل (یعنی کلمہ شریف پڑھنا) بعد نماز پنجگانہ دست بوسی و پابوسی (ہاتھ پاؤں چومنے) اور ان کے سوا بہت امور ہیں جن میں شور وشر پھیل رہا ہے۔ان سب امور میں اس مضمون سے کام لینا صحیح ہوگا۔کیونکہ وہ اسی قاعدے پر مبنی ہے۔''**فاحفظه تنفع انشاء الله تعالىٰ**''پس اسے ذہن نشین کرلو۔تمہیں فائدہ پہنچے گا۔انشاءاللہ

تبصرہ اویسی غفرلہ

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں ہی اختلاف المسائل بپا ہوا آپ نے مکہ شریف سے مسائل کا حل لکھ کر رسالہ کی صورت ہندوستان بھجوایا تاکہ مریدین میں خلفشار نہ ہو۔الحمدللہ اس وقت کے سنی خلفاء نے تو آپ کے فیصلہ کو تسلیم کرلیا لیکن دیوبندیوں کے قطب عالم گنگوہی نے نہ صرف انکار کیا بلکہ اپنے مرشد کے فیصلہ کو نذرآتش کردیا اور دوسرے خلفاء نے بھی انکار کردیا اور تاحال یہی صورت جاری ہے۔

حاضر وناظر

عرش تا تحت الثریٰ آپ کے لئے ایسے ہے جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ اور آپ کے انوار ہر وقت ہر آن ہر زمان ہر مکان ہر ہر ذرّہ میں ایسے سرایت کئے ہوئے ہیں جسے سورج کی روشنی ویسے اپنے جسم مبارک کے ساتھ جب جہاں جاہیں بیک وقت تشریف لیجائیں۔

حضوری حضور کا عمل

حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے دورد شریف پڑھے اور داہنی طرف یا احمد اور بائیں طرف یا محمد اور دل پر یارسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔

(کلیات امدادیہ ص ۴۵)

زیارت رسول کا عمل

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مُبارک آنحضرت ﷺ کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت ﷺ کی صورت سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے۔ اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی داہنے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یانبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے۔ اور متواتر جس قد ہو سکے درود شریف پڑھنے۔ اس کے بعد طاق عدد میں جس قدر ہو سکے "اللھم صل علیٰ محمد کماتحب وترضیٰ لہٗ" اور سوتے وقت اکیس بار سورہ نصر پڑھ کر آپ ﷺ کے جمالِ مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قطب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ سے سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھ کر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اگر چند بار کرے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ مقصد حاصل ہوگا۔ (کلیاتِ امدادیہ ص ۶۳)

مدد کے لئے یا رسول اللہ ﷺ پکارنا

حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نعتیہ کلام میں عرض کرتے ہیں:

ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدارکھ اپنا دکھاؤ یارسول اللہ
کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ

اٹھا کر زلفِ اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے
مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہ
شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یارسول اللہ

پیا سا ہے تمہارے شربتِ دیدار کا عالم
کرم کا اپنے ایک پیالہ پلاؤ یارسول اللہ
خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے
ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یارسول اللہ

چھپیں خجلت سے جا کر پردۂ مغرب میں ماہ ومہر
گر اپنے حسن کا جوہ دکھاؤ یارسول اللہ
لگے گا جوش کھانے خود بخود دریائے بخشائش
کہ جب حرفِ شفاعت لب پہ لاؤ یارسول اللہ

یقین ہو جائیگا کفار کو بھی اپنی بخشش کا
جو میدان میں شفاعت کے تم آؤ یارسول اللہ
مجھے بھی یاد رکھیو ہوں تمہارا اُمتی عاصی
گنہگاروں کو جب تم بخشواؤ یا رسول اللہ

ہوا ہوں نفس اور شیطان کے ہاتھوں سے بہت رسوا
مرے اب حال پہ تم رحم کھاؤ یارسول اللہ

اگر چہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
تم اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یارسول اللہ

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم وعصیان پر نہ جاؤ یارسول اللہ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

مشرف کر کے مجھ کو کلمہ طیب سے اپنے تم
پھر اب نظروں سے اپنی مت گراؤ یارسول اللہ

پھنسا ہوں بے طرح گرلب غم میں ناخدا ہو کر
مری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ

اگر چہ ہوں نہ لائق انکے پر امید ہے تم سے
کہ پھر مجھ کو مدینے میں بلاؤ یا رسول اللہ

حبیب کبریا ہو تم امامِ انبیاء ہو تم
ہمیں بہر خدا حق سے ملاؤ یارسول اللہ

شراب بیخودی کا جام اک مجھ کو پلا کر اب
دوئی کے حرف کو دل سے مٹاؤ یارسول اللہ

بہت بھٹکا پھرا میں وادی فرقت میں جوں وحشی
کرم فرماؤ اب تو مت پھراؤ یارسول اللہ

مشرف کر کے دیدارِ مبارک سے مجھے اکرم
مرے غم دین ودنیا کے بھلاؤ یارسول اللہ

خدا کے واسطے رحمت کے پانی سے مرے اگر
تپ ہجراں کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امدادو عاجز کو
بس اب قید دوعالم سے چھڑاؤ یارسول اللہ

انبیاء اولیاء کو علم غیب

حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا! لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اولیاء کونہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت وادراک غیبیات سے ان کا ہوجاتا ہے۔ اصل میں یہ علم حق ہے۔ آنحضرت ﷺ کو حدیبیہ وحضرۃ عائشہ کے معاملات سے خبر نہ تھی اس کو(یہ منکرین علم غیب) دلیل اپنے دعوٰی کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے۔ کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔ (امداد المشتاق تھانوی، صفحہ ۷۶)

علم غیب اور تقدیر پر اطلاع

حاجی صاحب نے فرمایا محبوبان خاص جب تقدیر پر اطلاع پاتے ہیں۔ اس کے موافق عمل کرتے ہیں۔ اور عجلت کے ساتھ اس کو انجام دیتے ہیں کیونکہ اس کے ہونے پر ترقی مدارج موقوف ہوتی ہے پس چاہتے ہیں کہ اس امر سے فارغ ہوکر درجات عالیہ پر فائز ہوجائیں۔ چنانچہ بعد ارتکاب اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں۔

(شمائم امدادیہ ص ۴۶)

حدیث کشفی

حاجی صاحب فرماتے ہیں پس حدیث دو نوع کی ہیں۔ (۱) حدیث بالمعنی المتعارف (۲) حدیث کشفی چنانچہ فرمایا حضرت رسالت مآب ﷺ نے من رانی فقدرا الحق اس کے دو معنی ہیں اول یہ کہ" من رانی فقدرانی یقینا فان الشیطان لایتمثل بی "دوم یہ کہ من رانی فقدرا اللہ تعالیٰ پس جب زیارت آنحضرت ﷺ کی میسر ہوئی یا دیدار پروردگار۔ جو کچھ مسموع ہوگا یا قلب پر وارد ہوگا آنحضرت کی طرف سے ہوگا یا خدائے پاک کی طرف سے پس حدیث کشفی نام رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور ہمارے علماء اس زمانے میں جو کچھ قلم میں آتا ہے بے محابہ فتوٰی دے دیتے ہیں علماء ظاہر کے لیے علم باطن بہت ضروری ہے۔ بدوں اس کے کچھ کام درست نہیں ہوتا۔ (امداد المشتاق ص ۵۵ فیصلہ ہفت مسئلہ)

بدعت

جب حاجی صاحب مکہ شریف ہجرت کر کے چلے گئے تو آپ کے خلفاؤ و مریدین میں اختلاف برپا ہوا۔ دیوبندی کھل کر وہابیوں سے ملکر اہلسنّت کو شرک وبدعتی کہنے لگے حاجی صاحب نے مکہ شریف سے یہ فیصلہ لکھ کر بھیجا انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں کرلیا جائے" کمایظر وبالتامل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ھذامالیس منہ فھورد الحدیث" (فیصلہ ہفت مسئلہ) جیسا کہ من احدث الخ جس نے وہ نیا کام نکالا جو دین سے نہیں وہ مردود (ہے) سے ظاہر ہوتا ہے۔

میلاد النبی ﷺ

حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مولد شریف تمامی حرمین (اہل مکہ و مدینہ) کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر (ولادت) کیسے مذموم ہوسکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہیں اور قیام (میلاد) کے بارے میں کچھ نہیں کہتا ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔ (امداد المشتاق) ص ۵۰) اور حاجی صاحب نے دوسرے مقام میں فرمایا ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعے کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔ (امداد المشتاق ص ۵۵ شمائم امدادیہ صفحہ ۵۰)

مجلسِ میلاد میں حضور ﷺ کی تشریف آوری!

حاجی صاحب فرماتے ہیں البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔

پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں (امداد المشتاق ص ۵٦) اور حاجی صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ رہا اعتقاد کہ مجلسِ مولد میں حضور پرنور ﷺ رونق

افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر عقلاً ونقلاً ممکن ہے بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے۔
(فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حاجی صاحب صفحہ ۵)

حضور کا مجلس میلاد میں شرکت! حاجی صاحب لکھتے ہیں اور مشراب فقیر کا یہ ہے کہ محفلِ مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

قیام میلاد

حاجی صاحب فرماتے ہیں۔ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصلی عمل سے انکار کیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کوئی تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم واسطے کھڑے ہوجاتے ہیں اگر سردار عالم وعالمیان (روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی تو کیا گناہ ہوا۔ (شمائم امدادیہ ص ٦٨)

بیک وقت متعدد جگہوں میں حضور کی تشریف آوری! حاجی صاحب لکھتے ہیں رہا یہ شبہ کہ آپ ﷺ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہ ہے آپ کے علم اور روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ وکشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جائیں بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

حضور ﷺ کی تشریف آوری کے امکان کا اعتقاد شرک نہیں

حاجی صاحب لکھتے ہیں اور اس سے آپ کی نسبت اعتقاد علم الغیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائصِ ذاتِ حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضا ذات کا ہے اور جو باعلام

خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے وہ مخلوق کے حق میں ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک وکفر کیونکہ ہوسکتا ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

تعینِ عرفی

حاجی صاحب لکھتے ہیں۔ پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام (مولود) کو لذاتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ ﷺ کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہیئت معین کرلی۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

عوام کا غلو

حاجی صاحب لکھتے ہیں رہا عوام کا غلو اوّلاً اس کی اصلاح کرنی چاہئے۔ اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً ان کا غلو اہل فہم کے فعل میں مؤثر نہیں ہوسکتا۔ لنا اعمالنا ولکم اعمالکم۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

تشبہ بالکفار کی تشریح

پھر حاجی صاحب لکھتے ہیں۔ رہا شبہ تشبہ کا اس میں بحث از بس طویل ہے مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہ اس وقت تک رہتا ہے جب وہ عادت اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہو کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جائے یا اُس پر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں میں پھیل کر عام ہو جائے تو وہ تشبہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات وریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہوسکتے۔ قصہ تطہیر اہل قبا اس میں کافی حجت ہے۔ البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے اور ممنوع پس یہ ہیئت مروجہ ایصال (ثواب) کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ)

تعینِ تاریخ

حاجی صاحت لکھتے ہیں رہا تعین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر

کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت میں یاد آ جاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال نہیں آتا اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

فاتحہ مروجہ کی ابتداء

حاجی صاحب لکھتے ہیں تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیت کر لی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے۔ مگر موافقت قلب ولسان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے۔ اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ (نیاز کا کھانا) اگر روبرو موجود ہو تو استحضار قلب ہو۔ کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے۔ اس کے ساتھ کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین العبادتین ہے چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔ قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر ہیں اور ثواب میں زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لیے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائے اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ)

گیارھویں شریف

حاجی صاحب لکھتے ہیں۔ اور گیارھویں شریف حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی دسویں، بیسواں، چہلم، ششماہی، سالیانہ، وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ وحلوئے شب برات اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے یعنی نفس ایصال ثواب ارواح اموات

میں اگر تخصیص و تعین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں ہے مگر کرنے والوں پر انکار نہیں کرتا۔ (فیصلہ مسئلہ)

ایصال ثواب

حاجی صاحب لکھتے ہیں مشرب فقیر کا اس امر میں ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں اوّل قرآن خوانی ہوتی ہے۔اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے۔پھر ما حضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور زوائد امور فقیر کی عادت نہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

نذر و نیاز بزرگان دین

آپ (حاجی صاحب) نے فرمایا کہ نیاز کے دو معانی ہیں۔ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز و شرک ہے دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں۔اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عوارض غیر شروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے۔ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے منع رکھنا ہے۔
(شمائم امدادیہ ص ۶۸)

مولانا روم کی نیاز جب مثنوی ختم ہوگئی بعدہ ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ (شمائم امدادیہ ص ۶۸)

باآواز بلند قرآن خوانی

رہا یہ شبہ کہ وہاں (عرس میں) پکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور آیہ فاستمعوا له وانصتوا کی مخالفت ہوتی ہے تو اولاً تو علماء نے لکھا ہے کہ خارج نماز یہ امر مستحبات کیلئے ہے۔ترک مستحب پر اتنا شور وغل نامناسب ہے ورنہ لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہوگا۔دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو

اصل عمل سے منع کرنے سے یہ بہتر ہے کہ اصل امر تعلیم کر دیا جائے یہی جواب ہے سوم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

عرس شریف

حاجی صاحب فرماتے ہیں جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں مقبولان الٰہی سے کہتے ہیں کہ نم کنومة العروس (سو جا دلہن کے سونے کی طرح) عرس کے رائج ہے اسی وجہ سے ماخوذ ہے۔ اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس دن میں عرس کرے تو کون سا گناہ لازم ہوا (شمائم امدادیہ ص ۶۸)

عرس کا مقصد

آپ فرماتے ہیں مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سلسلے کے سب لوگ اس تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جائے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن وطعام کا ثواب بھی پہنچا دیا جائے یہ مصلحت ہے تعین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اس میں اسرار مخفیہ ہیں ان کا اظہار ضروری نہیں۔ چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اس لئے تجدید حال اور از دیاد ذوق وشوق کے لیے کچھ سماع بھی ہونے لگا۔ پس اصل عرس کی اس قدر ہے اور جس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ بعض علماء نے بعض حدیثوں سے بھی اس کا (عرس کا) استنباط کیا ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

رجبی

حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ عرب رجبی میں بڑی خوشی کرتے ہیں اور جو کچھ ایک سال میں پیدا کرتے ہیں مدینہ منورہ جا کر خرچ کر ڈالتے ہیں اور بعد واپسی کے شکریہ کی دعوت کرتے ہیں اتنی الفت ومحبت حضرت روحی فداہ ﷺ کے ساتھ رکھتے ہیں۔ نیک بات جس طرح کی جائے عمدہ ہے۔ (شمائم امدادیہ ص ۷۲)

زیارت قبور

حاجی صاحب لکھتے ہیں پس حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً واجتماعاً دونوں طرح جائز ہے اور ایصال ثواب قرات وطعام بھی جائز ہے اور تعین تاریخ بہ مصلحت

بھی جائز ہے سب مل کر بھی جائز۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

سماع موتیٰ

حاجی صاحب نے فرمایا ''انک لاتسمع الموتیٰ'' میں نفی حواس خمسہ ظاہرہ سے مراد ہے نہ مطلق اسماع اور سماع موتی حواس باطنیہ سے پیغمبروں و اولیاء کرام کو ممکن ہے جیسے کہ حدیث قلیب میں مصرّح ہے۔ (شمائم امدادیہ صفحہ ۷۲)

ندائے غیر اللہ

حاجی صاحب لکھتے ہیں اور اگر مخاطب کا اسماع و سنانا مقصود ہے تو اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اس کو خبر پہنچ جائے گی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب تو ندائے غیر اللہ) جائز ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

درود وسلام

حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ ملائکہ کا درود شریف حضور ﷺ میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے۔ اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں اور یہ اتصال معنوی پر ہے۔ لہ الخلق والامر عالم امر مقید بجہت وطرف، وقرب وبعد وغیرہ نہیں ہے۔ پس اس کے جواز میں شک نہیں شمائم (ص ۵۲)

استمداد

حاجی صاحب فرماتے ہیں البتہ جو ندا نص میں وارد ہے مثلاً یا عباد اللہ اعینونی وہ باتفاق جائز ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

وظیفہ یا شیخ عبدالقادر

حاجی صاحب لکھتے ہیں۔ یہاں معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک ہے ہاں وسیلہ وذریعہ جانے یا ان

الفاظ کو بابرکت سمجھ کر پڑھے کچھ حرج نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں (فیصلہ ہفت مسئلہ)

پیر سے استمداد

حاجی صاحب اپنے پیرومرشد خواجہ نور محمد کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

تو سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجاء

بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہوگا خدا

آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا بر ملا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

(شمائم امدادیہ ص ۸۴)

توسّل

حاجی صاحب اکثر اوقات فرماتے ہیں کہ مجھ میں کچھ نہیں البتہ یہ اُمید ہے کہ تم لوگوں کے توسل سے میری نجات ہوجائے گی۔ (شمائم امدادیہ ص ۵۰)

وسیلہ

حاجی صاحب بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔

دنوں جہاں میں وسیلہ ہے مجھ کو آپ کا

کیا غم ہے اگرچہ میں بہت خوار ہوں یا رسول اللہ (گلزار معرفت)

لطیفہ

کبھی دیوبندی مولوی بھی اپنے پیر کی پیروی میں مان لیتے ہیں مولوی قاسم نانوتوی نے بھی قصائد قاسمیہ میں کہا۔

مدد کر اے کرم احمدی

کہ نہیں تیرے سوا قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

یاغوث الوقت

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں مجاہد صاحب (حاجی صاحب) کے قدموں پر

گر پڑے اور کہا یا قطب الزماں یا غوث الوقت کیف یمکن ان اقدم قبلک کرامات۔
(امدادیہ صفحہ ۲۱)

صاحب قبر سے فائدہ

حضرت حاجی صاحب نے تشفی دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان میں انتقال کرتا ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے ہوتا ہے۔ (شمائم امدادیہ ص ۸۱۔ امداد المشتاق ص ۱۱۳)

صاحب قبر کی عطاء

آپ (یعنی حاجی صاحب) نے فرمایا کہ میرے حضرت (نور محمد) کا ایک جولاہا مرید تھا۔ اور بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان ہوں اور روٹیوں کا محتاج ہوں کچھ دستگیری فرمایئے۔ حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے دو آنہ یا آدھ آنہ روز ملا کرے گا۔ ایک مرتبہ میں زیارت مزار کو گیا وہ شخص بھی حاضر تھا۔ اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا مجھے ہر روز وظیفہ مقررہ پائین قبر سے ملا کرتا ہے۔ (شائم امداویہ ص ۸۴ امداد المشتاق ص ۱۱۷)

صاحب قبر سے فریاد

حاجی صاحب نے فرمایا ایک بار مجھے ایک مشکل پیش آئی اور حل نہ ہوتی تھی میں نے حطیم میں کھڑے ہو کر کہا کہ تم تین سو ساٹھ یا کم زیادہ اولیا اللہ کے یہاں رہتے ہو اور تم سے کسی غریب کی مشکل حل نہیں ہوتی تو پھر کس مرض کی دوا ہو یہ کہہ کر میں نے نماز نفل شروع کر دی مرے نماز شروع کرتے ہی ایک آدمی کالا سا آیا اور وہ بھی نماز میں مصروف ہو گیا۔ اس کے آنے سے مشکل حل ہو گئی۔

(شمائم امدایہ ص ۸۶ امداد المشتاق ص ۱۲۱) (کرامات امدادیہ ص ۵۷)

اوتاد وابدال

حاجی صاحب نے فرمایا کہ اوتاد جمع وتد کی ہے بمعنی میخ چونکہ ان کی بدولت آفات وزلزلات سے حفاظت رہتی ہے۔ لہذا اوتاد کہتے ہیں اور ابدال کے سات ہیں

اور ہر اقلیم میں مقرر ہیں جب ایک اُن میں فوت ہوتا ہے دوسرا قائم کیا جاتا ہے۔اسی وجہ سے ابدال کہتے ہیں۔(شمائم امدادیہ ص ۱۷)

روحانی فیض

حاجی صاحب نے فرمایا اویسیہ وہ گروہ ہے جو کسی بزرگ کی روح سے مستفید ہو اہو جیسے حضرت اویس قرنی زیارت جناب رسالت مآب سے معذور رہے مگر آنحضرت سے فیضاب ہوئے اسی مناسبت سے اویسیہ اویسی سے منسوب کیا گیا جیسا کہ حضرت حافظ روحانیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت ابوالحسن خرقانی روحانیت بایزید بسطانی قدس سرہٗ سے کہ سو سال بعد وفات حضرت پیدا ہوئے تھے فیضیاب ہوئے۔(شمائم امدادیہ ص ۵۴)

اجمیر شریف

ایک شخص نے اجمیر شریف کہا۔دوسرے نے کہا اجمیر اجمیر ہے شریف کیونکر ہو گیا اس نے جواب دیا کہ تمہارا مزاج تو شریف کہا جائے اس پر خوش ہوتے ہو اور منع نہیں کرتے ہو اور اجمیر کی شرافت کہ مقبولان الٰہی کی وجہ سے پیدا ہوئی اس کا انکار۔(شمائم امدادیہ ص ۶۸)

تصور شیخ

حاجی صاحب نے فرمایا! کہ لوگوں نے تصور شیخ کو کفر و شرک لکھا ہے بدلیل ''ماھذہ التماثیل التی انتم لھا عکفون '' اور تصور نور کو روا کیا ہے۔میں کہتا ہوں کہ عوام کی نظر ظاہر پر تھی لہذا ازبر کیا گیا اور نظر صوفی باطن اور حقائق پر ہوتی ہے۔شیخ چونکہ میزاب الٰہی ہوتا ہے عارف اس سے آب (فیض) حاصل کرتا ہے اور میزاب پر (صورت ظاہر انسانیہ شیخ) پر توجہ نہیں رکھتا اگر شیخ غیر ہے تو نور بھی غیر ہے پس یہ ترجیح بلا مرجح ہے۔(شمائم امدادیہ ص ۵۶ امداد المشتاق) ص ۶۷)

مراقبہ

محبوب علی نقاش نے آکر بیان کیا کہ ہمارا آگبوٹ تباہی میں تھا میں مراقب ہو

کر آپ (حاجی صاحب) سے ملتجی ہوا آپ نے مجھے تسکین دی اور آ گبوٹ کو تباہی سے نکال دیا۔ (شمائم امدادیہ ص ۸۸ کرامات امدادیہ ص ۵۹)

فریادرسی

ایک بار میرے بھتیجے حج کو آئے تھے آ گبوٹ تباہی میں آ گیا تھا حالت مایوسی میں انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک طرف حاجی صاحب اور دوسری طرف حافظ جی صاحب آ گبوٹ کو شانہ دیئے ہوئے تباہی سے نکال رہے ہیں صبح معلوم ہوا کہ آ گبوٹ دو دن کا راستہ طے کر کے صحیح سلامت کنارے پر لگ گیا ہے۔

(شمائم امدادیہ ص ۶۴ امدادالمشتاق ص ۱۴۱)

دم د رود

تب (حضرت حاجی صاحب) سے عرض کیا کہ حضرت آپ کچھ دم فرمادیں سنا گیا ہے کہ دم کرتے ہی ہوش آ گیا ہے۔ (کرامات امدادیہ ص ۳۴)

دیوبندیوں کے اعلیحضرت

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں وہاں سے واپسی میں عرصے تک والد صاحب بیمار تھے انجام کار اعلیٰ حضرت (حاجی صاحب) کے پانی پڑھے ہوئے سے صحت کامل ہوئی۔ (کرامات امدادیہ ص ۳۴)

علی مشکل کشا

حاجی صاحب اپنے منظومہ شجرۂ طریقت میں فرماتے ہیں، ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے۔ (سلاسل طیبہ مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ ہرنولی میانوالی صفحہ ۱۰۲)

تعویذ کی برکت

حاجی صاحب نے فرمایا کہ امروہے میں ہندو تھا حضرت عبدالباری سے کمال اعتقاد رکھتا تھا اس نے آپ سے عرض کیا کہ میرے کوئی اولاد نہیں تعویذ دیجئے حضرت نے تعوذ دیکر فرمایا کہ ابھی تو اپنی بیوی کے بازو پر باندھ دو اور بعد تولید فرزند اس کے بازو پر باندھ دینا۔ تعویذ کی برکت سے اس کے لڑکا پیدا ہوا۔ جب وہ سن تمیز کو پہنچا

باغوائے بعض ہنود اس تعویذ کو کھول ڈالا اس میں اوڑی بھنسیری ساون آیا لکھا تھا یہ پڑھ کر اس نے تعویذ کو پھینک دیا۔ تعویذ پھینک کر وہ نہانے کو گیا۔ دریا میں ڈوب کر مر گیا۔ (شمائم امدادیہ ص ۸۵)

تعویذ برائے افلاس

فرمایا کہ آج ہمارے گھر میں ذکر تھا کہ ہمارے وطن میں ایک گھر میں افلاس تھا۔ انہوں نے آپ سے تعویذ مانگا آپ نے ان کو تعویذ عنایت کیا اس برکت سے چند روز میں ان کی حالت مبدل بہ غنا ہو گئی۔ (شمائم امدادیہ ص ۱۰۱)

بزرگوں کے سامنے ہاتھ باندھنا

حاجی صاحب فرماتے ہیں:

باندھ کر ہاتھ کروں عرض بعد عجز و نیاز ☆ خدمتِ شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووئے

(نالۂ امداد غریب)

قدم بوسی

حاجی صاحب بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں یہ غلام آپ کا حاضر ہے قدم بوسی کو وصل کا آج اشارہ شنہ والا ہوے۔ (نالہ امداد غریب)

بزرگوں کے قدم پر سر رکھنا

حاجی صاحب فرماتے ہیں:

دوڑ کر سر قدم پاک پہ رکھ دوں اپنا
دھیان کس کو ادب و بے ادبی کا ہووے

(نالہ امداد غریب)

یارسول اللہ سے فریاد

حاجی صاحب لکھتے ہیں:

اے رسول کبریا فریاد ہے
یا محمد مصطفٰے فریاد ہے

(نالہ امداد غریب)

رسول اللہ مشکل کشا ہیں

حاجی صاحب بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل ☆ اے میرے مشکل کشا فریاد ہے
(نالہ امداد غریب)

رضاء حق رضائے مصطفٰے ہے حاجی صاحب لکھتے ہیں:

محمد کی مرضی ہے مرضی خدا کی ☆ خدا کی رضا ہے رضائے محمد
(نالہ امداد غریب)

عطاء مصطفی ﷺ

حاجی صاحب لکھتے ہیں:

آپ کی بخشش وانعام کی کچھ حد ہی نہیں ہے ☆ قلیل آپ کا بس اور کی تکثیر عبث
(گلزار معرفت)

نور احمد ﷺ

حاجی صاحب لکھتے ہیں:

نور احمد سے منور ہے دو عالم دیکھو ☆ دیکھتے ہو ماہ و خورشید کی تنویر عبث
(گلزار معرفت)

مختار نبی ﷺ

حاجی صاحب لکھتے ہیں:

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں میں
بس اب چاہو ڈباؤ یا ترا دو یا رسول اللہ
(گلزار معرفت)

عباد النبی ﷺ

حاجی صاحب لکھتے ہیں کہ چونکہ آنحضرت ﷺ واصل بحق ہیں عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم الآیۃ" مرجع ضمیر متکلم آنحضرت ﷺ ہیں۔ مولانا اشرف علی

تھانوی صاحب نے فرمایا کہ قرینہ بھی انہی معنی کا ہے آگے فرماتے ہیں لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا فرماتا من رحمتی تا کہ مناسبت عبادی کی ہوتی فرمایا" اے واہ واہ" (شمائم امدادیہ ص ۷۱ امداد المشتاق ص ۹۲)

اگر چہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
تم اب چاہو ہنسا دو یا رلا دو یا رسول اللہ
(گلزار معرفت)

واسطہ جبرائیل

ایک صاحب نے حضرت حاجی صاحب کی جانب یہ منسوب کیا کہ جبرائیل علیہ السلام خود آئینہ تھے رسول اللہ ﷺ کے اس آئینہ میں حضور ﷺ نے اپنے آپ کو دیکھا تو آپ خود اپنے سے مستفیض ہوئے اور جبرائیل علیہ السلام سے آپ کیا فیض لیتے چونکہ بدوں آئینہ کے صورت نظر نہیں آتی اس لئے اس واسطہ جبرائیلہ کی ضرورت ہوئی۔ (امداد المشتاق صفحہ ۱۵۸)

سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

حاجی صاحب نے فرمایا ہے اور اسی ظلیت سے ناشی ہے۔ وہ واقعہ کہ سیدنا حضرت غوث اعظم الی آخرہ۔ (امداد المشتاق صفحہ ۱۵۸)

حلقہ ذکر

حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ حلقہ میں ذکر کرنا کچھ مضائقہ نہیں جیسے سماع چند شرطوں سے (۱) زمان یعنی وقت نماز کا نہ ہو (۲) مکان یعنی محفوظ جگہ ہو کہ شور وشغب وہاں نہ پہنچ سکتا ہو۔ (۳) اخوان یعنی تمام آدمی ہم جنس ہوں یہاں تک کہ قوال بھی اہل ذکر ہو۔ جب سب باتیں یکجا ہوتیں ہیں لذت وکیفیت حاصل ہوتی ہے۔
(شمائم امدادیہ ص ۵۴)

کثرت ذکر الٰہی

حاجی صاحب نے فرمایا بعضے (لوگ) کثرت ذکر سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہر دم ذکر کرنا بدعت ہے اور بے اصل میں کہتا ہوں آیاتِ کثیرہ سے دوامِ کثرت

ذکر ثابت ہوتا ہے۔ پھر چند آیات متعلقہ ذکر الٰہی نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں اس سے ثابت ہے کہ ہر دم اللہ اللہ کرنا چاہئے۔ (شمائم امدادیہ ص ۵۶)

ذکر جہر

حاجی صاحب نے فرمایا ایک آدمی خاندان نقشبندیہ میں مرید تھا لیکن اس کی طبعیت ذکر بالجہر سے مناسب تھی اور ذکر جہر سے اس کو لذت ملتی تھی اس کے مرشد نے تلقین ذکر خفی کی ترک جہر سے انقباض ہوگیا اور وہ لذت جو حاصل ہوتی تھی جاتی رہی مجھ سے اپنا حال بیان کیا میں نے کہا کہ ہر شخص کو ایک ذکر مخصوص سے مناسبت ہوتی ہے بعض کو خفی سے بعض کو جلی سے بعض کو خیال اور تصور سے تمہارے لیے ذکر جلی مناسب ہے نہ کہ خفی اس نے مرشد کی تعلیم کا عذر کیا میں نے جواب دیا کہ جب یہ عذر تھا تب عرضِ حال کیا ضرور تھا۔ (کرامات امدادیہ ص)

شجرئہ طریقت کا ورد

بالا خانے سے حضرت حاجی صاحب نے راوی کو لفافہ لا کر دیا اور فرمایا پڑھو میں نے عرض کیا کہ عبد الفتاح بن سید مصطفے نے شہر لاذقیہ سے دو شجرے ایک نقشبندیہ آفاقیہ نصیریہ امدادیہ کا اور دوسرا چشتیہ صابرایہ امدایہ کا عربی میں نظم کر کے بھیجے ہیں اور لکھا ہے کہ مجھے ہاتف غیب نے ندا دی ہے کہ لبیک لبیک باجابۃ الماسول اور اس قدر فتوح اور فیوض ان ناموں کی برکت سے حاصل ہوئے ہیں کہ اس سے پہلے کبھی حاصل نہیں ہوئے۔ (امداد المشتاق) ص ۱۵۰)

مقام شیخ

حاجی صاحب نے فرمایا الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ اور من اراد ان یجلس مع اللہ فلیجلس مع اھل التصوف وغیرہ کو صوفیہ نے حدیث کہا ہے۔ دراصل یہ سب احادیث ہیں۔ (امداد المشتاق ص ۵۴)

نگاہ ولی کی تاثیر

میں نے حضرت حاجی صاحب سے سنا ہے کہ ایک بزرگ مشغول بحق بیٹھے

ہوئے تھے ایک کتا سامنے سے گزرا اتفاقا اس پر نظر پڑ گئی ان بزرگوں کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ اس کی نگاہ کا اس کتے پر اتنا اثر پڑا کہ جہاں کہیں وہ جاتا تھا۔ اور کتے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتے تھے اور جہاں بیٹھتا سارے کتے حلقہ باندھ کر اس کے اردگرد بیٹھ جاتے تھے پھر حاجی صاحب نے ہنس کر فرمایا کہ وہ کتوں کیلئے شیخ بن گیا۔
(امدادالمشتاق ص ۱۵۷)

قم باذنی

حاجی صاحب نے فرمایا کہ قم باذنی قرب نوافل ہے مرتبہ الوہیت میں کہ عروج میں پیش آتا ہے جیسا کہ شمس تبریز پر گذرا اور قم باذن اللہ قرب فرائض ہے اور یہ نزول بعد عروج میں پیش آتا ہے جیسا حضرت عیسیٰ اس مرتبہ میں تھے اور یہ مرتبہ اعلی ہے اوّل سے۔ شرک و کفر کہنا اس کو (قم باذنی کو) جہل ہے۔ (شمائم امدادیہ صفحہ ۵۸)

محبت کا وسیلہ

حاجی صاحب لکھتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تم عزیزوں کے کمالات کی وجہ سے فقیر کے نقصان وعیوب چھپ گئے ہیں وہ تمہاری محبت نے اکسیر کا کام کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ قیامت میں بھی ایسی ہی ستاری کی امید ہے اور تمہاری محبت کا وسیلہ ہے۔
(مکاتب رشیدیہ بحوالہ امدادالمشتاق صفحہ ۱۸۷)

بزوگوں کی جگہ میں برکت

مولانا اشرف علی نے عذر کیا کہ آج بعض مقامات متبرکہ کی زیارت کو گیا تھا اس کی وجہ سے حاضری میں دیر ہوگئی ارشاد فرمایا جائے بزرگاں بجائے بزرگاں زیارت آثار بزرگان میں برکت ہوتی ہے۔ (شمائم امدادیہ صفحہ ۴۴)

بزرگوں کا بتایا ہوا وظیفہ

حاجی صاحب نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک کمی بیشی روا نہیں ہے۔ ایک بزرگ نے کسی کو قل ھو اللہ احد تعلیم کیا اس نے قل ہو اللہ پڑھا کچھ اثر نہ ہوا فرمایا زبان سے پڑھو جیسا تعلیم کیا ہے۔ (شمائم امدادیہ صفحہ ۷۷)

ہر جگہ اولیاء ھیں

حاجی صاحب نے فرمایا ہے کہ کوئی جگہ اولیاء اللہ سے خالی نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ وان من قریۃ الا خلا فیھا نذیر حرم مکہ مکرمہ میں نماز پنجگانہ میں تین سو ساٹھ اولیاء اللہ شریک ہوتے ہیں اور جب اولیاء باقی نہ رہیں گے قیامت واقع ہوگی اولیاء اللہ عالم کے دعائم ہیں یعنی ستون۔ (شمائم امدادیہ صفحہ ۵۵)

میلاد وقیام

فرمایا ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں۔ تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے (نجدیوں کے قابض ہونے سے پہلے میلاد ہوتا تھا) البتہ وقتِ قیام اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہئے اگر احتمال شریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق عقیدہ زمان ومکان ہے۔ لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکاتہ کا بعید نہیں۔ (امداد المشتاق صفحہ ۵۵۔۵۶)

رہا اعتقاد کہ مجلس مولود میں حضور پرنور ﷺ رونق افروز ہوتے ہیں۔ اس اعتقاد کو کفر وشرک کہنا حد سے بڑھنا ہے، کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً ونقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا۔ یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہ ہے آپ کے علم وروحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ وکشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنے سی بات ہے۔ علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محلِ کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اُٹھ جایں بہرحال ہر طرح یہ امر ممکن ہے۔ (کلیاتِ امدادیہ صفحہ ۷۹)

فاتحہ مروجہ

نفسِ ایصالِ ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام، ہیں اس میں بھی تخصیص وتعین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے، واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ مصلحت باعث قصید ہیت کذائیہ ہے۔ تو کچھ حرج نہیں...... سلف میں تو

یہ عادت تھی۔ کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیت کر لی متاخرین میں کس کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب ولسان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو۔ کھانا روبرو لانے لگا کسی کو خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے۔ اس کے ساتھ اگر کچھ کلامِ الٰہی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کے ساتھ اگر کچھ کلامِ الٰہی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائیگا۔ کہ جمع بین العبادتین ہے۔

؎ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا دعا کے لئے رفع یدین سنت ہے۔ ہاتھ بھی اٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی۔

عروس وسماع

لفظ عرس ماخوذ اس حدیث سے ہے "نَمْ کنومة العروس" یعنی بندہ صالح سے کہا جاتا ہے (جس وقت قبر میں میت سوالوں میں کامیاب ہو جاتی ہے تو اسے یہ کہا جاتا ہے) کہ عروس کی طرح آرام کر (یعنی پہلی رات کی دلہن کی طرح) کیونکہ موت مقبولانِ الٰہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے۔ اس سے بڑھ کر کون عروسی ہوگی۔ (خوشی) چونکہ اصح ثواب بروح اموات مستحق ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے۔ اور نیز طالبوں کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی۔ بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں۔ اس میں جس

سے عقیدت ہوا س کی غلامی اختیار کر لے۔اس لئے مقصود ایجاد رسم یہ تھا کہ سلسلہ کے سب لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں۔ باہم ملاقات ہو جائے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن وطعام کا ثواب بھی پہنچایا جائے یہ مصلحت ہے تعین یوم میں رہا خاص یومِ وفات کو مقرر کرنا اس میں اسرار مخفیہ ہیں ان کا اظہار ضروری نہیں چونکہ بعض طریقوں میں سماع بھی ہونے لگا پس اصل عرس کی اس قدر ہے۔اور اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہو۔بعض علماء نے بعض حدثیوں سے اس کا استنباط کیا ہے۔

شبہ

رہ گیا شبہ حدیث لاتتخذ واقبری عیدا کا سو اس کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلہ لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت اور آرائش دھوم دھام کا اہتمام یہ ممنوع ہے۔کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت وتذکرۂ آخرت کے ہے نہ کہ غفلت اور زینت کے لئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس بھی منع ہو۔

مسئلہ سماع کا یہ بھی بحث از بس طویل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔سماع محض میں بھی اختلاف ہے جس نیں محققین کا یہ قول ہے۔کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں اور عوارض مانع مرتفع ہوں تو جائز ورنہ ناجائز چنانچہ قاضی ثناء واللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ سماع میں اس کا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے۔جو اس کثرت مجالس میں مفقود ہے مگر تاہم۔

خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

بہر حال وہ احادیث خبر واحد ہیں۔اور محتمل تاویل بعید ہے۔اور غلبہ حال کا بھی احتمال موجود ہے ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا از بس دشوار ہے۔مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں اوّل قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہِ گاہِ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے۔اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔اور زیادہ امور فقیر کی

عادت نہیں۔
نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی نہ بالآلات مگر دل سے اہل حال پر کبھی اعتراض نہ کیا ہاں جو محض ریاکار و مدعی ہو وہ بُرا۔ مگر تعین اس کی فلاں شخص ریاکار ہے بلا حجت شرعیہ نادرست ہے اس میں بھی عمل درآمد فریقین کا یہی ہونا چاہئے کہ جو لوگ نہ کریں ان کو کمال اتباع کا شائق سمجھیں جو کریں اُن کو اہلِ محبت میں سے جانیں اور ایک دوسرے پر انکار نہ کریں جو عوامِ کو غلو ہوں ان کا لطف و نرمی سے انسداد کریں۔
(کلیات امدادیہ ص۸۲۔۸۳)

مشکل کشا

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ رحمۃ نے اپنے کلام میں نبی رحمت ﷺ اور رہبر ولایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے پیر و مرشد علیہ رحمۃ کی شان میں یوں ارشاد فرمایا۔

یارسولِ کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
آپ کی امداد ہو میرا یا نبی حال ابتر ہوا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

(نالۂ امداد غریب۔ کلیات امدادیہ ص۹۰۔۹۱)

دور کر دل سے حجابِ جہل و غفلت میرے اب
کھول دے دل میں درِ علم حقیقت میرے اب
ہادیٔ عالم علی مشکل کشا کے واسطے

(ارشاد مرشد۔ کلیات امدادیہ ص۱۰۳)

اپنے پیرومرشد ہادی برحق حضرت نور محمد صاحب علیہ رحمتہ کی شان میں فرماتے ہیں:

تم ہو اے نور محمد خاص محبوبِ خدا
ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفٰے ﷺ
تم مددگارِ مدد امداد کو پھر خوف کیا
عشق کی پرسن کی باتیں کانپتے ہیں دست و پا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا
جامِ الفت سے ترے میں ہی نہیں ایک جوعہ نوش
سینکڑوں در پر تیرے مدہوش ہیں اے مے فروش
دل میں ہے ان کے بھرا ایک بادۂ وحدت کا جوش
پر یہی کہہ کر اٹھے ہیں جب ہے آیا ان کو ہوش
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا
آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

شانِ ولایت

فرمایا کہ قم باذنی قرب نوافل ہے مرتبہ الوہیت میں عروج میں ہے پیش آتا ہے جیسا کہ شمش تبریز پر گذرا۔ اور قم باذن اللہ قرب فرائض ہے۔ اور یہ نزول بعد العروج پیش آتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس مرتبہ میں تھے۔ اور مرتبہ اعلےٰ ہے۔ اوّل سے، شرک وکفر کہنا اس کو بھی جہالت ہے۔ (امداد المشتاق ص ۷۱)

فرمایا کہ اولیاء اللہ کو معراج روحانی ہوتی ہے اور معراج جسمانی مخصوص حضرت رسالت پناہ سے ہے۔ بخلاف معراج معنوی کے (امداد المشتاق ص ۷۳)

ولی اللہ نہیں مرتا

میرا ارادہ تھا کہ تم سے مجاہدہ وریاضت لوں گا۔ مشیت باری سے چارہ نہیں ہے عمر نے وفا نہ کی۔ جب حضرت نے یہ کلمہ فرمایا۔ میں پٹی (میانہ کی) پکڑ کر رونے لگا۔ حضرت نے تشفی دی اور فرمایا۔ کہ فقیر مرتا نہیں ہے۔ صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا۔ جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے ہوتا تھا۔ (امداد المشتاق ص ۱۱۳)

برکت مزار شریف

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فریاما کہ میرے حضرت کا ایک جولاہا مرید تھا بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا۔ کہ حضرت میں بہت پریشان اور محتاج ہوں کچھ دستگیری فرمایئے۔ حکم ہوا (قبر شریف سے آواز آئی) کہ تم کو ہمارے مزار سے دو آنے یا آدھ آنہ روز ملا کرے گا۔ ایک مرتبہ پھر میں زیارت مزار کو گیا وہ شخص بھی حاضر تھا۔ اس نے کل کیفیت بیان کرکے کہا۔ کہ مجھے ہر روز وظیفہ مقرر پائیں قبر سے ملا کرتا ہے۔ (امداد المشتاق ص ۱۱۷)

اولیاء اور مشائخ کی قبروں کی زیارت سے مشرف ہوا کرے اور فرصت کے وقت اُن کی قبروں پر آکر روحانیت سے ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی حقیقت کو مرشد کی صورت میں خیال کرکے فیض حاصل کرے۔ اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جاکر اپنی موت کو یاد کرے۔ اور ان پر ایصالِ ثواب کرے اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا اور رسول ﷺ کے حکم اور ادب کی جگہ سمجھے۔ کیونکہ مرشدین خدا اور رسول ﷺ کے نائب ہیں۔ (ضیاء القلوب۔ کلیاتِ امدادیہ ص ۷۳)

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرمایا عاشق دو طرح پر ہے۔ عاشق ذاتی و عاشق صفاتی اور مرتبہ عاشق ذاتی کا عاشق صفاتی سے زیادہ ہے کیونکہ عاشقِ ذاتی پر جو کچھ وارد ہوتا ہے اس کو ذاتِ الٰہی سے جانتا ہے پس اس وجہ سے رضاء و تسلیم میں مرتبہ عالی پاتا ہے۔ ایک دن حضرت

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات اولیاء کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ نگاہ بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کے ہے۔آپ نے ہمت وتوجہ باطنی سے اس کو غرق ہونے سے بچالیا۔وہ ساتوں آدمی کہ عاشقِ ذات اور مرتبہ رضا وتسلیم میں ثابت قدم تھے۔اس امر حضرت غوث کو خلاف خیال کر کے آپ سے ناخوش ہوئے اور اپنی مجلس سے علیحدہ کردیا۔ایک دن آپ نے دیکھا کہ سات ڈھانچے ہڈیوں کے مسلّم رکھے ہیں دریافت ہوا کہ ایک درندے نے خدا سے دُعا مانگی کہ مجھ کو اپنے دوستوں کا گوشت کھلا وہ ساتھ آدمی پیش کئے گئے اور اس درند نے نہ گوشت اُن مردانِ خدا کا کھانا شروع کیا۔جس وقت درندہ دانت مارتا تھا وہ لوگ ہرگز دم نہ مارتے تھے۔یہاں تک کہ تمام گوشت اپنا راہِ خدا میں نثار کردیا اور صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں۔(امداد المشتاق ص۴۴)

ہر جگہ اولیاء موجود

فرمایا کہ کوئی جگہ اولیاء اللہ سے خالی نہیں ہے"قال اللہ تعالیٰ وان من قریۃ الاخلافیھا نذیرا"حرم مکہ مکرمہ نماز پنجگانہ میں تین سو ساٹھ اولیاء اللہ شریک ہوتے ہیں اور جب اولیاء اللہ باقی نہ رہیں گے تب قیامت واقع ہوگی۔

(امداد المشتاق ص٦٦)

گیارھویں شریف چھلم وغیرہ کا بیان

پس یہ ہیئت مروجہ ایصالِ ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضور غوثِ پاک قدس سرہ کی،دسویں،بیسویں،چہلم،ششماہی،سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ کا اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندری رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے شبِ برات اور دیگر طریق،ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر (حاجی امداد اللہ کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں ہے مگر کرنے والوں پر انکار نہیں کرتا۔

کلیاتِ امدادیہ باب فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ نمبر۸۲(مصنفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)

مطبوعہ دارالاشاعت۔کراچی

میلاد النبی ﷺ کا بیان

مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفلِ مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں رہا اعتقاد (عقیدہ) کہ مجلس مولود میں حضور پُرنور ﷺ رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتماد کو کفر وشرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً ونقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ آپ ﷺ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہ ہے آپ ﷺ کے علم وروحانیت کی وسعت جو دلائل تقلید وکشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ادنیٰ سی بات ہے۔

کلیاتِ امدایہ باب فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۷۸، ۷۹ (مصنفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)
مطبوعہ دارالاشاعت۔ کراچی

الصلاة والسلام علیک یا رسول الله کھنے کا بیان

(i) زیارتِ مصطفےٰ ﷺ کا طریقہ

عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا تعالیٰ کی درگاہ میں آنحضرت ﷺ کی زیارت حاصل ہونے کی دُعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت ﷺ کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے۔

کلیاتِ امدادیہ باب ضیاء القلوب صفحہ ۶۱ (مصنفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)
مطبوعہ دارالاشاعت۔ کراچی

(ii) کشف کا ذکر

آنحضرت ﷺ کی صورتِ مثالیہ کا تصور کر کے دور شریف پڑھے۔ اور داہنی طرف یا احمد (ﷺ) بائیں طرف یا محمد (ﷺ) اور یا رسول اللہ ﷺ ایک ہزار مرتبہ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ زیارت ہوگی۔

کلیاتِ امدادیہ بابِ ضیاء القلوب۔ صفحہ ۴۵ مصنفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

(iii) بندے کے خیال میں اگر ہر جگہ درود سلام دونوں کو جمع کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے ''السلام علیک یارسول اللہ، السلام علیک یا نبی اللہ'' وغیرہ کے ''الصلوٰۃ والسلام یارسول اللہ، الصلوٰۃ والسلام وعلیک یا نبی اللہ'' اسی طرح آخر تک الصلوٰۃ کا لفظ بھی بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے۔

(تبلیغی نصاب، باب فضائل درود صفحہ ۲۲ مؤلف محمد زکریا سہارنپوری)

ناشر قرآن لمیٹڈ لاہور

امداد مصطفیٰ ﷺ کا بیان

(i) روض الفائق میں واقعہ نقل ہے کہ وہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر قدم پر درود شریف ہی پڑھتا ہے اور کوئی تسبیح وتہلیل نہیں پڑھتا میں نے اس سے وجہ پوچھی تو اس نوجوان نے کہا کہ میں اور میرے والد حج کرنے کے لئے جا رہے تھے راستے میں میرے والد کا انتقال ہوگیا اور اس کا منہ کالا ہوگیا میں یہ دیکھ کر بہت ہی رنجیدہ ہوا اتنے میں میری آنکھ لگ گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب جو کہ بہت حسین وجمیل تھے تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے آئے اور میرے باپ کے منہ سے کپڑا ہٹایا اور اس کے کالے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو اس کا چہرہ سفید ہوگیا وہ صاحب جب جانے لگے میں نے ان سے پوچھا آپ کون ہیں انہوں نے فرمایا کہ ''میں محمد ﷺ صاحب قرآن ہوں یہ تیرا باپ بڑا گنہگار تھا مگر مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا جب اس پر مصیبت نازل ہوئی تو اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ

پر کثرت سے درود بھیجئے"۔

(تبلیغی نصاب باب فضائلِ درود صفحہ ۱۱۰ مؤلف محمد زکریا سہارنپوری)

(ii) آپ کے فراق سے کائنات کا ذرہ ذرہ دم توڑ رہا ہے اے رسول اللہ ﷺ رحم فرمائیے نگاہِ کرم فرمائیے۔

عاجزوں کی دستگیری بے کسوں کی مدد فرمائیے

اور مخلص عشاق کی دلجوئی اور دلداری فرمائیے

اگر آپ کے الطافِ کریمانہ کی مدد شاملِ حال نہ ہوگی تو ہم مفلوج ہو جائیں گے ہم سے کوئی کام انجام نہ پا سکے گا۔

(تبلیغی نصاب باب فضائل درود صفحہ ۱۲۶ محمد زکریا سہارنپوری)

(iii) یا رسولِ کبریا فریاد ہے ☆ یا محمد مصطفٰے ﷺ فریاد ہے

آپ کی امداد ہو میرا یا نبی ☆ حال ابتر ہوا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل ☆ "اے میرے مشکل کشا ﷺ" فریاد ہے

چہرہ تاباں کو دکھا دو مجھے ☆ تم سے اے "نورِ خدا ﷺ" فریاد ہے

(کلیاتِ امدادیہ باب نالہ امداد صفحہ ۹۱ مصنفہ حاجی امداد اللہ)

(۶)

کر کے نثار آپ پر گھر یار یا رسول اللہ ﷺ

اب آپڑا ہوں آپ کے دربار یا رسول اللہ ﷺ

شفیعِ عاصیاں تم ہو وسیلہ بے کساں تم ہو ﷺ

تمہیں چھوڑ کر کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ ﷺ

اچھا ہوں یا بُرا ہوں غرض جو کچھ ہوں سو ہوں

پر ہوں تمہارا تم میرے مختار یا رسول اللہ ﷺ

ہوا ہوں نفس اور شیطان کے ہاتھوں بہت رُسوا

میرے حال پر اب تم رحم کھاؤ یا رسول اللہ ﷺ

کیا ڈر ہے اس کو لشکرِ عصیاں وجُرم کا
تم سا شفیع ہو جس کا مددگار یارسول اللہ ﷺ

پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امدادِ عاجز کو
بس اب قیدِ دوعالم سے چھڑادو یارسول ﷺ

نہ پیدا ہوتا اگر احمد محمد ﷺ
نہ ہوتا ہرگز دنیا کا ظہور

گرفتار تھے نفس وشیطان کیسا تھ
محمد ﷺ نے دی ہم کو ان سے نجات

محمد ﷺ خلاصہ ہے کونین کا
محمد ﷺ وسیلہ ہے دارین کا

پڑے تھے کفروشرک میں ہم لوگ
محمد ﷺ سے ملی ہم کو راہِ رب

محمد ﷺ کی الفت سے اور چاہ سے
ملے گا تو امداد اللہ سے

(کلیات امدادی باب جہادِ اکبر صفحہ ۱۰۸ حاجی امداد اللہ)

حاجی امداد اللہ کا مذہب

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ وہابی نہیں بلکہ سنّی اکابر اہلسنّت والجماعت سے تھے۔ مولوی اشرف علی تھانوی اور رشید احمد گنگوہی مولوی قاسم نانوتوی ودیگر ستون دیوبند آپ کے مرید تھے گویا تمام دیوبندی حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ کے بلاواسطہ وبالواسطہ مرید تھے۔

آپ کا مذہب مذہب اہلسنّت وجماعت تھا۔ آپ کے عقائد کا آئینہ آپ کی تصانیف وملفوظات ہیں جن سے یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ (حاجی صاحب علماء دیوبند کے عقیدۃ" بھی مخالف تھے اور عملاً اسکے باوجود حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ کے لئے لکھتے

ہیں کہ خطہ ہند میں الحمد للہ بکثرت پیران عظام ہیں۔ حضرت غوث اعظم اور حضرت جنید رحمۃ اللہ کو جسقدر علماء میسر آئے یعنے ان کے مرید ہوئے اسقدر شاید کسی کو میسر آئے ہوں اور یہ متقدمین مشائخ کی حکایت ہے اور متاخرین میں حضرت حاجی صاحب قبلہ کو جسقدر علماء میسر آئے غالبًا اسقدر کسی اہل سلسلہ کو نہیں ملے ہونگے۔

(الامداد محرم ۳۴ھ ص ۷ ملفوظات خیریت ص ۴۳)

تبصرہ اویسی غفرلہ

یہ دیوبندی عجیب مرید ہیں کہ ایک طرف تو انہیں غوث اعظم اور جنید بغدادی رضی اللہ عنہما کا ہم پلّہ بتاتے ہیں دوسری طرف ان کے عقائد و معمولات کو شرک وبدعت کہتے ہیں۔

فیصلہ

آخر میں فقیر حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے چند ملفوظات مبارکہ پیش کر کے بحث کو ختم کرتا ہے اتمام حجۃ کے طور ہم نے جو لکھا تھا لکھ دیا۔ دنیا میں یہ فیصلہ شاید نہ ہو سکے آخرت میں فیصلہ احکم الحاکمین خود فرمائیگا۔

ملفوظات

ملفوظ نمبر۱

حاجی صاحب نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں۔ کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے۔ (شمائم امدادیہ ص ۱۱۵)

معلوم ہوا۔ کہ حاجی صاحب کے نزدیک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی علم غیب ہوتا ہے۔ اور اولیاء کرام کو بھی۔ لیکن علماء دیوبند انبیاء و اولیاء کے علم غیب کا صرف انکار ہی نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے قائل کو کافر بھی کہتے ہیں۔ نیز عبارت مذکورہ میں منکرین علم غیب کو علماء نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان کا ذکر لفظ ''لوگ'' سے کیا گیا ہے۔ اور یہ

ظاہر ہے۔ کہ لفظ ''لوگ'' عوام کالانعام پر ہی بولا جاتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲

حاجی صاحب نے فرمایا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں۔ یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے۔ لہ الخلق والامر۔ عالم امر مقید بجہت وطرف وقرب وبعد وغیرہ نہیں پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔

(شمائم امدادیہ ص ۹۷)

معلوم ہوا۔ کہ حاجی صاحب کے نزدیک:

(i) الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنا جائز ہے۔

(ii) رسول اللہ ﷺ اپنی امت سے بعید نہیں بلکہ آپ کا امت سے اتصال معنوی ہے۔

(iii) اسی اتصال معنوی کی بناپر آپ کسی خاص جہت وطرف میں مقید نہیں ہیں۔ بلکہ ''جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے'' کے مظہر اتم ہیں۔

لیکن دیوبندی مولوی ان تمام حقائق کا بشدت انکار کرتے ہیں۔ اور ایسے عقائد پر فتویٰ شرک صادر فرماتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۳

حاجی صاحب مثنوی شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ جب مثنوی شریف ختم ہوگئی۔ بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا۔ اور ارشاد ہوا۔ کہ اس پر مولانا (روم) کی نیاز کی جاوے گی گیارہ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی۔ اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ نیاز کے دو معنے ہیں۔ ایک عجز وبندگی اور وہ سوا خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے۔ بلکہ ناجائز شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا، یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں۔ اس میں کیا خرابی ہے۔ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں۔ تو ان عوارض کو دور کرنا چاہئے۔ نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔

(شمائم امدادیہ ص ۱۲۹)

ملفوظ نمبر ۴

طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے۔ اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں۔ (شمائم امدادیہ ص ۱۳۵)

ان ہر دو عبارات کو بغور پڑھئے ان سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں۔

(i) بزرگوں کی نیاز دلانا جائز ہے۔

(ii) کھانے پینے کی کوئی چیز سامنے رکھ کر ختم شریف پڑھنا جائز ہے۔

(iii) ختم اور نیاز کی چیز متبرک ہوتی ہے۔ اس کا کھانا اور احباب حاضرین میں بانٹنا شرعاً جائز ہے۔

(iv) بزرگوں کی نیاز دلانے میں بہت سی بھلائیاں موجود ہیں۔ جو شخص مسلمانوں کو روکتا ہے وہ انہیں خیر کثیر سے باز رکھتا ہے۔

(v) بزرگوں کی نیاز اگر چہ بظاہر صاحب نیاز کیطرف منسوب ہوتی ہے۔ لیکن درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اور اسکا ثواب صاحب نیاز کی روح مبارک کو بھیجا جاتا ہے۔

(vi) اگر بزرگوں کی نیاز دلاتے وقت کوئی شخص کوئی نامشروع کام کرے تو اسے اس کے نامشروع کام سے روکا جائے نہ کہ نیاز دلانے سے نیاز تو بہر صورت جائز رہیگی۔

(vii) بزرگوں کی نیاز بدعت نہیں بلکہ یہ تو قدیم زمانہ سے جاری ہے البتہ اس نیک کام سے روکنا بدعت ہے اور گناہ ہے۔

ملفوظ ۵

جیسے قیام مولد شریف میں اگر کوئی شخص حضور ﷺ کے لئے تعظیماً قیام کرے نہ تو اس میں کوئی خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اس سرور عالم کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔

(شمائم امدادیہ ص ۱۳)

ملفوظ نمبر ۶

ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف

بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین شریف (اس وقت بہت میلاد و قیام ہوا کرتا تھا وہ ترکوں کا دور تھا اس کے بعد نجدیوں نے معاملہ الٹ دیا) کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہئے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔ (شمائم امداد ص ۹۳)

ملفوظ نمبر ۷

مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵)

ان ہر سہ عبارات سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک:

(i) محفل میلاد مبارک بدعت نہیں۔ بلکہ جائز ہے۔
(ii) نقصان وہ نہیں۔ بلکہ دینی و دنیاوی برکات کا ذریعہ ہے۔
(iii) جو لوگ محفل میلاد سے روکتے ہیں۔ وہ بے جا تشدد کرتے ہیں۔
(iv) اس محفل مبارک میں نام اقدس سید عالم ﷺ کی تعظیم کیلئے قیام کرنا جائز ہے۔
(v) محفل میلاد مبارک میں رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تشریف لانا کوئی بعید نہیں۔ کیونکہ آپ جس عالم میں رونق افروز ہیں۔ وہ زمان و مکان سے پاک ہے۔
(vi) حضرت حاجی صاحب علیہ الرحمت محفل میلاد میں خود بھی شرکت فرمایا کرتے تھے اور لوگوں کے ساتھ مل کر قیام بھی کیا کرتے تھے۔ اور اس قیام میں روحانی سرور لطف ولذت بھی حاصل کیا کرتے تھے۔

لیکن دیوبندی مذہب میں یہ جملہ امور ناجائز و حرام ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کے نزدیک وہ محفل میلاد جس میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں اور لاف وگزاف اور روایات کاذبہ وموضوعہ نہ ہوں۔ اس میں بھی شریک ہونا ناجائز ہے۔

(العیاذ باللہ فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب ص ۱۴۸)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

میلاد مبارکہ کی متعدد مجالس میں رسول پاک علیہ السلام کے تشریف لانے پر یہ شبہ وارد ہوسکتا ہے۔ کہ حضور ﷺ کو یہ کس طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ فلاں مقام پر محفلِ میلاد منعقد ہوئی ہے۔ وہاں جاؤں پھر بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ شرق و غرب شمال و جنوب میں ہزاروں مجلسیں وقت واحد میں منعقد ہوتی ہیں۔ تو ہر مجلس میں ایک وقت کے اندر آپ کس طرح تشریف لے جاسکتے ہیں۔ اس شبہ کو بھی حضرت حاجی صاحب علیہ الرحمت نے باایں الفاظ زائل فرمایا۔

ملفوظ نمبر ۸

رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہ ہے۔ آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے۔ اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵)

معلوم ہوا کہ حاجی صاحب کے عقیدہ میں رسول اکرم علیہ السلام کا ایک وقت میں متعدد مجالس میں شرکت فرمانا۔ اور جہات اربعہ منعقد ہونیوالی تمام مجالس کا علم رکھنا ایک ادنیٰ سی بات ہے۔

"کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں"

اگر یہ مسئلہ دیوبندی حضرات سے پوچھا جائے تو وہ ایسا اعتقاد رکھنے والے کو مشرک کہتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک رسول پاک علیہ السلام کو تو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں۔ (ملاحظہ ہو براہین قاطعہ ص ۵۱)

ملفوظ نمبر ۹

جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں مقبولان الٰہی سے کہتے ہیں۔ "نم کنومۃ العروس" عرس کہ رائج ہے۔ اسی سے ماخوذ ہے۔ اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے۔ اور اس میں عرس کرے تو کونسا گناہ لازم ہوا۔ (شمائم امدادیہ ص ۱۳۰)

ملفوظ نمبر ۱۰

مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح مبارک کو

ایصال ثواب کرتا ہوں۔اور قرآن خوانی ہوتی ہے۔اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے۔اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔ختم شریف پڑھنا جائز ہے۔

(iii)ختم اور نیاز کی چیز متبرک ہوتی ہے۔اس کا کھانا اور احباب حاضرین میں بانٹنا شرعاً جائز ہے۔

فائدہ : معلوم ہوا۔کہ حاجی صاحب کے نزدیک:

(۱) ہر سال بزرگان دین کا عرس منعقد کرنا جائز ہے عرس شریف کے الفاظ ''نم کنومة العروس'' سے ماخوذ ہے۔

(۲) اور خود حاجی صاحب ہر سال اپنے پیر ومرشد کا عرس بھی کرتے تھے۔

(۳) انکی روح مبارک کو ایصال ثواب کرنے کیلئے قرآن خوانی بھی فرماتے۔

(۴) اور موقع پر بشرط وسعت وقت مولود خوانی بھی کرتے تھے۔

(۵) اور حاضرین تقریب عرس میں لنگر بھی بانٹتے تھے۔

لیکن یہ سب امور دیوبندیوں کے نزدیک حرام ہیں۔

ملفوظ نمبر ۱۱

میں نے ایک بار حضرت پیر ومرشد کی شان میں ایک مخمس کہا۔چونکہ مجھ میں تاب سنانے کی نہ تھی۔کسی اور کی معرفت حضرت کو سنوایا آپ نے فرمایا کہ خدا اور رسول کی صفت وثنا بیان کرنا چاہئے، میں نے عرض کیا کہ میں نے غیر خدا ور رسول کی مدح نہیں کی۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور پاکستان

۲۴ محرم ۱۴۲۳ھ